قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

بدھ 5 فروری 2020ء | 10 جمادی الثانی 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:31

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ قَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُہُمَاۤ اَوۡ کِلٰہُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنۡہَرۡہُمَا وَ قُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا ﴿۲۴﴾ (بنی اسرائیل:24)

ترجمہ: اور تیرے ربّ نے فیصلہ صادر کردیا ہے کہ تم اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا وہ دونوں ہی، تو اُنہیں اُف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کر۔

فرمان خلیفہ وقت

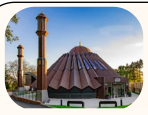

سب سے زیادہ حق والدین کا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ انسان پر خدا تعالیٰ کی ذات کے بعد سب سے زیادہ حق اس کے والدین کا ہے جو اس کی پرورش میں حصہ لیتے ہیں …اللہ تعالیٰ کہتا ہے میرے ساتھ تعلق جوڑو ، میری عبادت کرو اور اس حق کو ادا کرنے کی معراج بھی تم تب حاصل کروگے جب حقوق العباد کی طرف توجہ ہوگی اور اس کے لئے قدم بہ قدم راہنمائی بھی فرمائی اور اس کے لئے ابتدا،والدین سے حسن سلوک سے شروع کی۔والدین سے حسن سلوک کروگے ان کا مقام ان کو دوگے،ان کی عزت و احترام کروگے، ان کے لئے عدل کے معیار تب قائم ہوں گے جب تم اس بات پر قائم ہوگے کہ والدین سے احسان کا سلوک کرنا ہے،ان کے بڑھاپے میں ان کا خیال رکھنا ہے،ان کی سخت بات سن کر بھی ان سے سختی سے کلام نہیں کرنا…ان سے سختی سے بات نہ کرکے اور ان کی ڈانٹ سن کر خاموش رہنے سے تم نے ان کا حق ادا نہیں کردیا۔یہ تو والدین سے عدل کا ایک بنیادی خُلق ہے۔اس کے بغیر تو تمہاری انسانیت ہی مَحَلِّ نظر ہو جاتی ہے۔والدین کے احسان کا اوّل تو بدلہ نہیں اتار سکتے اور اگر کوئی چیز والدین سے احسان کا درجہ رکھ سکتی ہے تو وہ یہ ہے کہ ان کی تمام تر سختیوں اور ناروا سلوک کے باوجود اس بات پر تم نے عمل کرنا ہے …ان کو نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کرنا ہے۔“

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ یوکے 2016ء)

اس شمارہ میں

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے چند ایمان افروز حالات و واقعات

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ میری زندگی کے معمار

کیا صرف مسلمانوں کو اَلسّلامُ علیکم کہنا اور اس کا جواب دینا چاہئے؟

دل کے مریضوں کے لئے کم خوری سے علاج

افضال و انعامات خداوندی پر اظہار تشکر

تربیتی کلاسز جماعت احمدیہ تنزانیہ

فرمانِ رسول ﷺ

والدین کی خدمت کرنے کی تاکید

آنحضرت صلی اللہ علیہ وَآلِہٖ وسلم فرماتے ہیں:

”خاک آلودہ ہو ناک اس شخص کی، خاک آلودہ ہو ناک اس شخص کی، خاک آلودہ ہو ناک اس شخص کی! (یعنی وہ شخص ذلیل وخوار ہو) پوچھا گیا یا رسول اللہ !وہ کون شخص ہے؟ آپ ؐنے فرمایا :وہ شخص جو اپنے والدین میں سے کسی ایک ،یا دونوں کو، بڑھاپے کی حالت میں پائے اور پھر (اُن کی خدمت کرکے)جنت میں داخل نہ ہو۔“

(صحیح مسلم،کتاب البر و الصلة والآداب باب رغم أنف من أدرك والديه)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

ربوبیّت کے دو مظہر

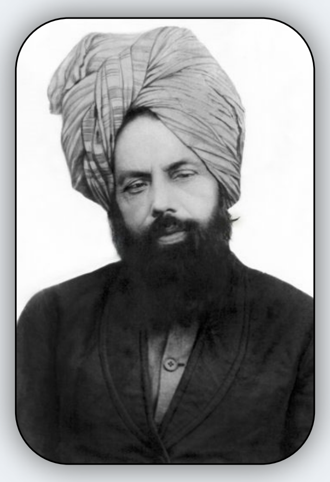

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”عارضی اور ظلی طور پر دو اور بھی وجود ہیں جو ربوبیت کے مظہر ہیں۔ایک جسمانی طور پر،دوسراروحانی طور پر۔جسمانی طور پر والدین ہیں اور روحانی طور پر مرشد اور ہادی ہے۔دوسرے مقام پر تفصیل کے ساتھ بھی ذکر فرمایا ہےوَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا (بنی اسرائیل:24)یعنی خدا نے یہ چاہاہے کہ کسی دوسرے کی بندگی نہ کرو اور والدین سے احسان کرو۔حقیقت میں کیسی ربوبیت ہے کہ انسان بچہ ہوتا ہے اور کسی قسم کی طاقت نہیں رکھتا۔اس حالت میں ماں کیاکیا خدمات کرتی ہے اور والد اس حالت میں ماں کی مہمات کا کس طرح متکفل ہوتا ہے۔خداتعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ناتواں مخلوق کی خبرگیری کے لیے دو محل پیدا کر دیئے ہیں اور اپنی محبت کے انوار سے ایک پرتَو محبت کا اُن میں ڈال دیا،مگر یاد رکھناچاہیے کہ ماں باپ کی محبت عارضی ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت حقیقی ہے اور جب تک قلوب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا القاء نہ ہو،کوئی فرد بشر خواہ وہ دوست ہو یا کوئی برابر کے درجہ کا ہو یا کوئی حاکم ہو،کسی سے محبت نہیں کر سکتا اور یہ خدا کی کمال ربوبیت کا راز ہے کہ ماں باپ بچوں سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ اُن کے تکفل میں ہر قسم کے دکھ شرح صدر سے اُٹھاتے ہیں،یہاں تک کہ اُن کی زندگی کے لیے مرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔پس خدا تعالیٰ نے تکمیل اخلاق فاضلہ کے لیےرَبِّ النَّاس کے لفظ میں والدین اور مرشد کی طرف ایما فرمایا ہے تا کہ اس مجازی اور مشہود سلسلہ شکر گزاری سے حقیقی رب و ہادی کا شکر گزاری میں لے لئے جائیں۔اسی راز کے حل کی یہ کلید ہے کہ اس سورہ شریفہ کورَبِّ النَّاس سے شروع فرمایا ہےاِلٰہِ النَّاس سے آغاز نہیں کیا؛چونکہ مرشد روحانی تربیت خدا تعالیٰ کے منشاء کے موافق اس کی توفیق و ہدایت سے کرتا ہے۔اس لئے وہ بھی اس میں شامل ہے۔پھر دوسرا ٹکڑا اس میں مَلِكِ النَّاسِ ہے۔تم پناہ مانگو خدا کے پاس جو تمہارا بادشاہ ہے۔یہ ایک اور اشارہ ہے، تا لوگوں کو متمدن دنیا کے اصول سے واقف کیا جاوے اور مہذب بنایا جاوے۔حقیقی طور پر تو اللہ تعالیٰ ہی بادشاہ ہے، مگر اس میں اشارہ ہے کہ ظلی طور پر دنیا میں بھی بادشاہ ہوتے ہیں اور اسی لئے اس میں اشارۃً ملک وقت کے حقوق کی نگہداشت کی طرف بھی ایما ہے۔یہاں کافر اور مشرک اور مؤحّد بادشاہ ، کسی قسم کی قید نہیں بلکہ عام طور پر ہے۔ کسی مذہب کا بادشاہ ہو۔مذہب اور اعتقاد کے حصے جدا ہیں۔قرآن میں جہاں جہاں خدا نے محسن کا ذکر فرمایا ہے وہاں کوئی شرط نہیں لگائی کہ وہ مسلمان ہو اور مؤحّد ہو اور فلاں سلسلہ کا ہو بلکہ عام طور پر محسن کی نسبت فرمایا خواہ وہ کوئی مذہب رکھتا ہو۔هَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ (الرحمان:61)کہ کیا احسان کا بدلہ احسان کے سوا بھی ہو سکتا ہے۔“

(ملفوظات جلداوّل صفحہ 428)

دربارِ خلافت

احسن رنگ میں والدین کی خدمت کرنی چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’سب سے بڑا فضل جو اس نے ہم پر کیاوہ یہ ہے کہ تمہیں ماں باپ دیئے جنہوں نے تمہاری پرورش کی، بچپن میں تمہاری بے انتہاء خدمت کی،راتوں کو جاگ جاگ کر تمہیں اپنے سینے سے لگایا۔تمہاری بیماری اور بے چینی میں تمہاری ماں نے بے چینی اور کرب کی راتیں گزاریں،اپنی نیندوں کو قربان کیا، تمہاری گندگیوں کو صاف کیا۔ غرض کہ کون سی خدمت اور قربانی ہے جو تمہاری ماں نے تمہارے لئے نہیں کی۔ اس لئے آج جب ان کو تمہاری مدد کی ضرورت ہے تم منہ پرے کر کے گزر نہ جاؤ، اپنی دنیا الگ نہ بساؤاور یہ نہ ہو کہ تم ان کی فکر تک نہ کرو۔ اور اگر وہ اپنی ضرورت کے لئے تمہیں کہیں تو تم انہیں جھڑکنے لگ جاؤ...نہیں، بلکہ وہ وقت یاد کرو جب تمہاری ماں نے تکالیف اٹھاکر تمہاری پیدائش کے تمام مراحل طے کئے۔ پھر جب تم کسی قسم کی کوئی طاقت نہ رکھتے تھے، تمہیں پالا پوسا، تمہاری جائز وناجائز ضرورت کو پورا کیا۔ اور آج اگر وہ ایسی عمر کو پہنچ گئے ہیں جہاں انہیں تمہاری مدد کی ضرورت ہے جو ایک لحاظ سے ان کی اب بچپن کی عمر ہے،کیونکہ بڑھاپے کی عمر بھی بچپن سے مشابہ ہی ہے۔ان کو تمہارے سہارے کی ضرورت ہے۔تو تم یہ کہہ دو کہ نہیں، ہم تو اپنے بیوی بچوں میں مگن ہیں ہم خدمت نہیں کرسکتے۔اگر وہ بڑھاپے کی وجہ سے کچھ ایسے الفاظ کہہ دیں جو تمہیں ناپسند ہوں تو تم انہیں ڈانٹنے لگ جاؤ، یا مارنے تک سے گریز نہ کرو۔ بعض لوگ اپنے ماں باپ پر ہاتھ بھی اٹھا لیتے ہیں۔میں نے خود ایسے لوگوں کودیکھاہے، بہت ہی بھیانک نظارہ ہوتاہے۔اُف نہ کرنے کا مطلب یہی ہے کہ تمہاری مرضی کی بات نہ ہوبلکہ تمہارے مخالف بات ہوتب بھی تم نے اُف نہیں کرنا۔اگر ماں باپ ہر وقت پیار کرتے رہیں، ہر بات مانیں، ہروقت تمہاری بلائیں لیتے رہیں،لاڈ پیار کرتے رہیں پھرتو ظاہر ہے کوئی اُف نہیں کرتا... تمہاری مرضی کے خلاف باتیں ہوں تب بھی نرمی سے، عزت سے، احترام سے پیش آنا ہے۔ اور نہ صرف نرمی اورعزت و احترام سے پیش آنا ہے بلکہ ان کی خدمت بھی کرنی ہے۔ اوراتنی پیار، محبت اور عاجزی سے ان کی خدمت کرنی ہے جیسی کہ کوئی خدمت کرنے والا کرسکتاہو۔ اور سب سے زیادہ خدمت کی مثال اگر دنیا میں موجود ہے تو وہ ماں کی بچے کے لئے خدمت ہی ہے...بعض لوگ لکھتے ہیں کہ ماں باپ کی خدمت نہیں کرسکتے، ایک بوجھ سمجھتے ہیں اور یہ لکھتے ہیں کہ جماعت ایسے بوڑھوں کے مراکز کھولے جہاں یہ بوڑھے داخل کروا دیئے جائیں کیونکہ ہم تو کام کرتے ہیں، بیوی بھی کام کرتی ہے، بچے ا سکول چلے جاتے ہیں اور جب گھر آتے ہیں تو بوڑھے والدین کی وجہ سے ڈسٹرب (Disturb)ہوتے ہیں،اس لئے سنبھالنا مشکل ہے۔ کچھ خوفِ خدا کرنا چاہئے۔ قرآن توکہتاہے کہ ان کی عزت کرو، ان کا احترام کرو اور اس عمر میں اُن پررحم کے پر جھکا دو۔ جس طرح بچپن میں انہوں نے ہرمصیبت جھیل کر تمہیں اپنے پروں میں لپیٹے رکھا۔ تمہیں اگر کسی نے کوئی تکلیف پہنچانے کی کوشش کی تو مائیں شیرنی کی طرح جھپٹ پڑتی تھیں۔ اب ان کو تمہاری مدد کی ضرورت ہے توکہتے ہو کہ ان کو جماعت سنبھالے۔ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے سنبھالتی ہے لیکن ایسے بوڑھوں کو جن کی اولاد نہ ہویاجن کے کوئی اور عزیز رشتے دار نہ ہوں۔ لیکن جن کے اپنے بچے سنبھالنے والے موجود ہوں تو بچوں کا فرض ہے کہ والدین کو سنبھالیں۔ تو ایسی سوچ رکھنے والوں کو اپنی طبیعتوں کو، اپنی سوچوں کو تبدیل کرنا چاہئے۔یہ نہیں کہ جب تک والدین سے فائدہ اٹھاتے رہے، اٹھا لیا، مکان اور جائیدادیں اپنے نام کروالیں، اب ان کو پرے پھینک دو۔کسی احمدی کی یہ سوچ نہیں ہونی چاہئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ مورخہ16جنوری2004ء)

وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا

ہے فرض حکم عبادت ہمیں بجا لانا
بڑا گناہ ہے خدا کا شریک ٹھہرانا
اور اس کے ساتھ ہے مولا کریم کا ارشاد
ہو حرزِ جان وَ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا
سلام ماں کو کہ جنت ہے قدموں کے نیچے
سلام باپ کو ہے سائباں کریمانہ
اگر حیات ہوں ماں باپ خوش نصیبی ہے
کسی طرح بھی ہوں ہر وقت ان کے کام آنا
نہ کہنا ’’اُف‘‘ کبھی کچھ ناگوار بھی گزرے
جھکانا رحم کے پَر ان کی ڈھال بن جانا
اطاعت ان کی مقدم ہے اور لازم ہے
خوشی سے رکھنا سر آنکھوں پہ ان کا فرمانا
کہیں نہ ٹھیس لگے دل کے آبگینے کو
چھلک نہ جائے کہیں غم کا ان کا پیمانہ
ثواب و اجر تو قربانیوں سے ملتا ہے
کسی بھی حال میں ماتھے پہ بل نہیں لانا
وہ ٹوکیں بے سبب بھولیں یا بات دہرائیں
تو نرمی اور محبت سے ان کو سمجھانا
ہوا کے رخ پہ دھرے مضمحل چراغ ہیں یہ
کسی بھی وقت مقدر ہے ان کا بجھ جانا
دکھائیں ہم انہیں خدمت کا حق ادا کر کے
اگر بڑھاپے میں اولاد سے ہے سُکھ پانا
دعائیں لے لو کہ ہر ایک پل غنیمت ہے
یہ زادِ راہ ہے جنت کا ایک پروانہ
جزا یہاں بھی وہ دیتا ہے حسنِ خدمت کی
وہاں جزا کا ہے مولا کا اپنا پیمانہ
ہمیں جب ان کی ضرورت تھی وہ رہے حاضر
ضرورت ان کو پڑے جب تو خوب کام آنا
بڑھاپا بےبسی کمزوریاں عوارض ہیں
پڑے نہ ان کو بڑھاپے میں کوئی غم کھانا
ہمارے نیک عمل صدقہ جاریہ ہوں گے
ہمارا فرض ہے ان کو ثواب پہنچانا
وہ جیسے کرتے ہیں احساں ہمارے بچپن میں
خدایا ان پہ تو ویسا ہی رحم فرمانا

امۃ الباری ناصر۔امریکہ

انجینئر محمود مجیب اصغر

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے زمانہ طالب علمی کے چند ایمان افروز حالات و واقعات

حکیم الامت حضرت مولوی نور الدینؓ ایک نابغہ روزگار اور نافع الناس وجود تھے (The Genious and Beneficent person of his time)آپ نے علم الادیان اور علم الابدان کے حصول کے لئے بڑی جدوجہد کی اور جب آپ امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے منصب پر فائز ہوئے تو آپ نے اپنی زندگی کے چیدہ چیدہ حالات و واقعات کئی نشستوں میں برصغیر کے مشہور مصنف جناب اکبر شاہ خان نجیب آبادی کو املاء کروائے جو ''مرقاۃ الیقین فی حیات نور الدین'' کی زینت ہیں اس میں سے صرف چند واقعات پیش خدمت ہیں۔

رامپور کا واقعہ، صحبت صالحین

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ بیان فرماتے ہیں:

''شاہ جی عبد الرزاق صاحب ایک بزرگ تھے میں ان کی خدمت میں اکثر جایا کرتا تھا ایک زمانہ میں مجھ سے سستی ہوئی اور کچھ دنوں کے بعد ان کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ نور الدین! تم بہت دنوں میں آئے ۔اب تک کہاں تھے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت ہم طالب علموں کو اپنے درس تدریس کے اشغال سے فرصت بھی کم ہی ملتی ہے۔کچھ سستی بھی ہوئی۔فرمانے لگے۔

''کبھی تم نے قصاب کی دکان بھی دیکھی ہے؟ میں نے عرض کیاکہ ''ہاں اکثر اتفاق ہوا ہے۔'' فرمایا کہ ''تم نے قصاب دیکھا ہوگا کہ گوشت کاٹتے کاٹتے جب اس کی چھریاں کند ہو جاتی ہیں تو وہ دونوں چھریاں لے کر ایک دوسری سے رگڑتا ہے چھریوں کی دھار پر جو چربی جم جاتی ہے اس طرح رگڑنے سے وہ دور ہو جاتی ہے اور قصاب پھر گوشت کاٹنے لگتا ہے اور اسی طرح تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد چھریوں کو آپس میں رگڑ رگڑ کر تیز کرتا رہتا ہے۔''

میں نے عرض کیا کہ ہاں حضرت یہ سب کچھ دیکھا ہے مگر آپ کا اس سے کیا مطلب ہے؟

فرمایا ''کچھ ہم پر غفلت کی چربی چھا جاتی ہے کچھ تم پر، جب تم آجاتے ہو تو کچھ تمہاری غفلت دور ہو جاتی ہے کچھ ہماری اور اس طرح دونوں تیز ہو جاتے ہیں۔پس ہم سے ملتے رہا کرو اور زیادہ عرصہ جدائی اور دوری میں نہ گزارا کرو''۔

ان کی اس بات نے مجھے بہت ہی بڑے بڑے فائدے پہنچائے اور ہمیشہ مجھ کو یہ خواہش رہی کہ نیک لوگوں کے پاس آدمی کو جا کر ضرور بیٹھنا چاہئے اس سے بڑی بڑی سستیاں دور ہو جاتی ہیں۔

(مرقاۃ الیقین فی حیات نور الدین صفحہ 79، 80)

بھوپال جاتے ہوئے.... جب میں گوالیار پہنچا تو میری ملاقات ایک ایسے بزرگ سے ہوئی جو حضرت سید احمد صاحب بریلوی کے مخلصوں میں سے تھے مجھ کو کچھ ان کی صحبت میں ایسی خوشی حاصل ہوئی کہ میں وہیں رہ پڑا مجھ سے باتیں کرتے کرتے انہوں نے یہ دو شعر پڑھے

نہ کر عوض مرے عصیاں و جرم بے حد کا
کہ تیری ذات غفور الرحیم کہتے ہیں
کہیں نہ کہہ دے عدو دیکھ کر مجھے غمگین
یہ اس کا بندہ ہے جس کو کریم کہتے ہیں

...اگرچہ ادعیہ مسنونہ کی برابری یہ دعا نہیں کر سکتی مگر معلوم نہیں کہ کیسے دل سے نکلی تھی جس میں عجیب قسم کا اثر ہے۔(مرقاۃ الیقین صفحہ 95)

خدا نہ بنا رسول نہ بنا

''جب بھوپال سے رخصت ہونے لگا تو اپنے استاد مولوی عبدالقیوم صاحب کی خدمت میں رخصتی ملاقات کے لئے حاضر ہوا سینکڑوں آدمی بطریق مشایعت میرے ہمراہ تھے جن میں اکثر علماء اور معزز طبقہ کے آدمی تھے

میں نے مولوی صاحب سے عرض کیا کہ مجھ کو کوئی ایسی بات بتائیں جس سے میں ہمیشہ خوش رہوں فرمایا کہ

''خدا نہ بننا اور رسول نہ بننا''

میں نے عرض کیا کہ حضرت یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی اور یہ بڑے بڑے عالم موجود ہیں غالباً یہ بھی نہ سمجھے ہوں گے سب نے کہا ہاں ہم بھی نہیں سمجھے۔

مولوی صاحب نے فرمایا کہ تم خدا کس کو کہتے ہو؟ میری زبان سے نکلا کہ خدا تعالیٰ کی ایک صفت ہے۔فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیۡدُ وہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔

فرمایا کہ بس ہمارا مطلب اسی سے ہے یعنی تمہاری کوئی خواہش ہو اور وہ پوری نہ ہو تو تم اپنے نفس سے کہو کہ میاں تم کوئی خدا ہو؟ رسول کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آتا ہے وہ یقین کرتا ہے کہ اس کی نافرمانی سے لوگ جہنم میں جائیں گے اس لئے اس کو بہت رنج ہوتا ہے۔

تمہارا فتوٰی اگر کوئی نہ مانے تو وہ یقینی جہنمی تھوڑا ہی ہو سکتا ہے لہٰذا تم کو اس کا رنج نہ ہونا چاہئے۔

حضرت مولوی صاحب کے اس نکتہ نے اب تک مجھ کو بڑی راحت پہنچائی وجزاھم اللہ تعالیٰ'' (مرقاۃ الیقین صفحہ 106)

حکیم علی حسین صاحب لکھنوی کی شاگردی میں

...دوسرے دن گاڑی پر سوار کرا کر لکھنو روانہ کیا کچی سڑک اور گرمی کا موسم، گرد و غبار نے مجھے خاک آلود کر دیا تھا کہ میں لکھنؤ پہنچا جہاں گاڑی ٹھہری وہاں اترتے ہی میں نے حکیم صاحب کا پتہ پوچھا خدائی عجائبات ہیں کہ جہاں گاڑی ٹھہری تھی اس کے سامنے ہی حکیم صاحب کا مکان تھا...... میں اسی وحشیانہ حالت میں مکان میں جا گھسا ایک بڑا ہال نظر آیا ایک فرشتہ خصلت دلربا، حسین سفید ریش، نہایت سفید کپڑے پہنے ہوئے ایک گدیلے پر چارزانو بیٹھا ہوا پیچھے اس کے ایک نہایت نفیس تکیہ اور دونوں طرف چھوٹے چھوٹے تکیے تھے سامنے پان دان اگلدان خاص دان قلم دوات کاغذ دھرے ہوئے..... مشرقی دروازے سے... حضرت حکیم صاحب کی طرف جانے کا قصد کیا گرد آلود پاؤں جب اس چاندنی پر پڑے تو اس کے نقش و نگار سے میں خود ہی محجوب ہوگیا حکیم صاحب تک بے تکلف جا پہنچا اور وہاں اپنی عادت کے مطابق زور سے السلام علیکم کہا جو لکھنؤ میں ایک نرالی آواز تھی..... ایک شخص نے جو اراکین لکھنؤ سے تھا اس وقت مجھے مخاطب کرکے کہا آپ کس مہذب ملک سے تشریف لائے ہیں؟ میں تو اپنے قصور کا پہلے ہی قائل ہو چکا تھا مگر ''خدا شرے بر انگیزد کہ خیر ما دراں باشد'' میں نے نیم نگاہی کے ساتھ اپنی جوانی کی ترنگ میں اس کو یہ جواب دیا کہ یہ بے تکلفیاں اور السلام علیکم غیر ذی زرع کے امی اور بکریوں کے چرواہے کی تعلیم کا نتیجہ ہےﷺ فِدَاہُ اَبِی وَاُمِّی،اس میرے کہنے کی آواز نے بجلی کا کام دیا اور حکیم صاحب پر وجد طاری ہوا اور وجد کی حالت میں اس امیر کو کہا کہ آپ تو بادشاہ کی مجلس میں رہے ہیں کبھی ایسی زک اٹھائی ہے؟ اور تھوڑے وقفہ کے بعد مجھ سے کہا آپ کا کیا کام ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں پڑھنے کے لئے آیا ہوں اس پر آپ نے فرمایا کہ میں اب بہت بوڑھا ہو گیا ہوں اورپڑھانے سے مجھے ایک انقباض ہے، میں خود تو نہیں پڑھا سکتا میں نے قسم کھا لی ہے کہ اب نہیں پڑھاؤں گا میری طبیعت ان دنوں بڑی جوشیلی تھی اور شاید سہر کا بقیہ بھی ہو اور حق تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے کام ہوتے ہیں منشی محمد قاسم صاحب کی فارسی تعلیم نے یہ تحریک کی کہ میں نے جوش بھری اور درد مندانہ آواز سے کہا کہ شیرازی حکیم نے بہت ہی غلط کہا''رنجانیدن دل جہل است و کفارہ یمین سہل''

اس پر ان کو دوبارہ وجد ہوا اور چشم پر آب ہو گئے تھوڑے وقفہ کے بعد فرمایا مولوی نور کریم حکیم ہیں اور بہت لائق ہیں میں آپ کو ان کے سپرد کر دوں گا اور وہ آپ کو اچھی طرح پڑھا دیں گے جس پر میں نے عرض کیا کہ

''ملک خدا تنگ نیست پائے مرا لنگ نیست''

تب آپ پر تیسری دفعہ وجد کی حالت طاری ہوئی اور فرمایا ہم نے قسم توڑ دی''۔ (مرقاۃ الیقین صفحہ 86، 87)

امیر شاہ عامل باکمال کا مشورہ

امیر شاہ عامل نے فرمایا کہ'' ہم ایک بات عملیات کے متعلق کہتے ہیں اس کو سن لوجب کوئی شخص تمہارے پاس کسی غرض کے لئے آئے تو تم کو چاہئےکہ تم جناب الٰہی کی طرف جھک جاؤ اور یوں التجا کرو کہ الٰہی میں نے اس کو نہیں بلایا تو نے خود بھیجا ہے جس کام کے لئے آیا ہے اگر وہ کام تجھ کو کرنا منظور نہیں تو جس گناہ کے سبب میرےلئے تو نے یہ سامان ذلت بھیجا ہے میں اس گناہ سے توبہ کرتا ہوں پھر بھی دوبارہ تمہاری اس دعا مانگنے کے بعد وہ شخص اصرار کرے تو دوبارہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگ کر اس کو کچھ لکھ دیا کرو۔

مجھ کو امیر شاہ صاحب کے بتائے ہوئے اس نکتہ نے آج تک بڑا فائدہ دیا''

حضرت مسیح موعودؑ نے کیا خوب فرمایا:

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

بقیہ از صفحہ 5۔دل کے مریض

وجعٌ کا مطلب درد اور جُوعٌ کا مطلب بھوک ہے، جُوعٌ یعنی کسی بھی درد میں مبتلا مریض اگر جُوع'' یعنی خود کو مناسب حد تک بھوکا رکھے سچی بھوک پر کھائے اور بھوک باقی ہونے پر کھانے سے ہاتھ کھینچ لے تو اس سے ہر درد والے مرض میں بفضل خدا یقیناً افاقہ ہوتا ہے۔

☆یاد رہے فاقہ اور افاقہ کا عربی لغت میں مادہ ایک ہی ہے گویا فاقہ امراض سے افاقہ حاصل کرنے میں، طبّی فاقہ جو جُوعٌ کی ایک قسم ہے نہ صرف امراض مع درد میں ایک مفید وموثر علاج ہے۔ بلکہ امراض بلادرد میں بھی اس کے فوائد شک وشبہ سے بالا تر ہیں۔

☆ فاقہ ایک قدرتی، مفید، مستقل وبے ضرر علاج ہے اور اس پر دوام اختیار کرنا انسان کو نہ صرف امراض سے بچاتا ہے بلکہ مریضوں کو افاقہ بخشتا ہے۔

☆ فاقہ انبیاء، صلحاء ،بزرگانِ امت وپیروانِ نیچر کا ہمیشہ معمول رہا ہے یہ علاجوں کا سرتاج ہے،فاقہ کی صورت انسان کسی قدر اذیت اٹھاتا ہے مگر اس کے نتیجہ میں بےشمارجسمانی وروحانی فوائد حاصل کرتا ہے،پس مریضانِ قلب کو اس قدرتی علاج سے ضرور استفادہ کرنا چاہئے۔

مبارک احمد طاہر

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

میری زندگی کے معمار، جن کی بدولت دین کی خدمت کی توفیق مل رہی ہے

محسنِ حقیقی تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہے۔ لیکن اُس خدا نے اپنے بندوں کو بھی احسان کرنے کی صفت اورصلاحیت عطاکررکھی ہے۔خداکے بعد ہم پرسب سے زیادہ احسان کرنے والے ہمارے والدین ہوتے ہیں۔میرے والدین نے بھی زندگی بھر مجھ پر ان گنت احسان کئے۔لیکن میری زندگی کے معمار اور حقیقی طور پر درست سمت میں ڈالنے والے میرے شفیق اور محسن مہربان آقاسیّدناحضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ ہیں۔

حضورانورؒ سے میرا پہلا تعارف اس وقت ہواجب میں اپنے والد محترم مولانا محمد منور کے ساتھ 9ستمبر1964ء کوFSc میں داخلہ کے لئے ٹی آئی کالج ربوہ گیا۔میٹرک میں میری فرسٹ ڈویژن آئی اورمیرے والد صاحب کی خواہش تھی کہ میں جامعہ احمدیہ میں داخل ہوجاؤں لیکن میرے نانا جان محترم محمد حیات خان مرحوم چاہتے تھے کہ میں ڈاکٹر بنوں۔میرے ابانے ناناجان کی خواہش کے احترام میں مجھے FSc(پری میڈیکل) میں داخل کروادیااوراس وقت سے مجھ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے احسانات کا سلسلہ شروع ہواجوزندگی بھر جاری رہا۔

داخلہ کے وقت انٹرویو کے دوران حضورانور(محترم پرنسپل صاحب)نے مجھ سے سوال کیا کہ حرام مغزکا کیاکام ہے؟۔جو سمجھ تھی عرض کردیا۔پھر سوال کیا حلا ل مغز کا کیا کام ہے؟ اس کا جواب میرے والد صاحب نے دیاکہ یہ کھانے کے کام آتاہے۔حضورمسکرائے اوریوں ہم باپ بیٹاکے انٹرویو کے بعد مجھے گیارہویں کلاس میں داخلہ مل گیا۔رول نمبر9تھا۔

جب کالج کے دفتر میں فیس وغیرہ اداکرنے گئے توکرم قریشی محمدعبداللہ صاحب اکاؤنٹنٹ نے بتایاکہ آپ کے فارم پر پرنسپل صاحب نے H.F.C لکھ دیا ہے جس کا مطلب ہے Half Fee Concession۔داخلہ کے بعدیہ مجھ پر حضورؒ کا دوسرا احسان تھا۔کالج میں میں عمومی طورپرایک لاپرواہ طالب علم ثابت ہوا ۔ اس لئے جلدسائنس چھوڑ کرآرٹس کے مضامین رکھ لئے اورپرائیویٹ طورپر سرگودھا جاکر ایف اے کا امتحان دے دیااورکامیاب ہوگیا۔پھرٹی آئی کالج میں بی اے میں داخلہ لے لیا۔میراارادہ لاہورجاکر پنجاب یونیورسٹی سے B.A کرنے کا تھا۔جس کی اطلاع میری امی جان کو کینیاخط لکھ کر اباجان کو کردی۔وہاں سے اباجان نے بغرض مشورہ و راہنمائی حضورانورؒ کی خدمت میں تحریرکردیا۔میرے والد صاحب کو حضورؒ کاجواب آیا کہ

’’آپ کابیٹا ربوہ میں ہی پڑھے گا۔‘‘ساتھ ہی تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل صاحب کو ہدایت چلی گئی کہ مبارک طاہر کو B.A.میں داخلہ دے دیں۔چنانچہ کالج والوں نے مجھے تلاش کرکے تھرڈائیر میں داخل کرلیا۔رول نمبر143تھا۔یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا مجھ پر مزیدایک احسان تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی اجازت سے میں نے آرمی میں جانے کے لئے Applyکیاتھا۔ملتان سنٹر مقررہوا۔میڈیکل پاس کرنے کے بعد جب میں انٹرویو کے لئے حاضرہواتوکمرہ کے باہرنیم پلیٹ لگی تھی جس پرلکھاتھا۔’’بریگیڈئرجہان زیب خان‘‘

پہلے تو میں گھبراگیاکہ بریگیڈئرکے سامنے پیش ہوناہے۔پھر میں نے خود کو سمجھایاکہ ان دنیاداروں کے عہدوں سے ہم کیوں مرعوب ہوں۔اگر ہم حضرت خلیفۃ المسیحؒ کو بغیرڈراورخوف اور جھجک کے اطمینان کے ساتھ مل سکتے ہیں تو بریگیڈئر سے کیوں ڈرنا۔اس سوچ اورInspiration سے میراڈرجاتا رہا اورمیں انٹرویو میں پاس ہوکرباہرنکلا۔خداکا شکر ہے کوہاٹ سے ISSBسےReject ہوگیا ورنہ وقفِ زندگی سے محروم رہ جاتا۔آرمی میں قبول نہ کیاجانا بھی اللہ تعالیٰ کا فضل تھا۔

ہم ضلع خانیوال کے دیہاتی لوگ ہیں جسے عرفِ عام میں جانگلی کہاجاتا ہے اورہمارے ہاں بچوں کی جلد شادی کردینے کا رواج آج بھی ہے۔ میں جب 12سال کا تھا تو میرے ددھیال نے میرے لئے ایک لڑکی خاندان میں تلاش کرلی۔جس نے صرف قاعدہ یسرناالقرآن پڑھاہواتھااورمزیدکچھ نہیں۔میں نے اس کوالیفیکیشن کی لڑکی سے شادی سے انکارکردیا۔چنانچہ کچھ سال خیریت سے گزرگئے۔

گھروالوں کی طرف سے جب دوبارہ شادی کروانے پراصرار ہواتومیں نے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمتِ اقدس میں لکھاکہ میری تعلیم ابھی مکمل نہیں ہوئی اوروالدین میری شادی کرنا چاہتے ہیں جس پر حضورانورؒ کا اپنے دستخطوں سے خط آیاکہ ’’آپ اپنی والدہ سے کہیں کہ وہ ابھی آپ کی شادی نہ کریں۔‘‘چنانچہ شادی پھرکچھ وقت کیلئے ٹل گئی۔

ابھی میں نے BAکاامتحان نہیں دیاتھا کہ میرے اباجان کے افریقہ کے ساتھی مولانانورالحق انور سابق مبلغ افریقہ وامریکہ کے ذریعہ کمرالی(ضلع گجرات) میں فروری 1969ء میں ہماری مرضی اورپسند کا رشتہ مل گیااورمیں شادی کے لئے مان گیا۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 30مارچ1969ء کو مسجدالمبارک میں بعد نماز مغرب ہمارے نکاح کا اعلان فرمایا۔اس دن 3مزیدنکاحوں کا بھی اعلان ہوا۔کل 4نکاح ہوئے۔خطبہ نکاح حضورنے دیا اوربہت دعائیں دیں۔

میری اہلیہ،نکاح(30مارچ1969ء) اورشادی(27۔اپریل 1969ء) کے وقت لالہ موسیٰ میں ٹیچرٹریننگ کاکورس کررہی تھیں۔شادی کے بعد میں ان سے ملنے لالہ موسیٰ گیاتوان کی پرنسپل صاحبہ سے بھی ملاقات ہوئی۔ پرنسپل صاحبہ نے میری اہلیہ کی بڑی تعریف کی اور انگریزی میں کہا۔

“I hope she will prove to be a good wife”

الحمدللہ کہ بات سچ ثابت ہوئی اورمیری شریکہ حیات یقیناً “Best wife” ہیں۔

حضورانورؒ جب1965ء میں خلیفۃ المسیح منتخب ہوئے تو ان دنوں حضورانورکی ملاقات کیلئے ہفتہ میں 2دن مقرر تھے اورمیں اکثر حاضر خدمت ہوتا رہتا۔ملاقات کی وجہ صرف’’زیارت‘‘ لکھواتا اور حضورملاقات کیلئے وقت عطافرما دیتے۔میرے والد مولانا محمد منور قادیان میں حضورانورؒکے شاگرد رہے تھے۔ اوراباجان کی یادتازہ رکھنے کے لئے حضورؒ مجھے ’’ابن منور‘‘ کہہ کربلاتے تھے۔

کالج کے زمانہ میں ایک دفعہ میں نے آٹوگراف بُک خریدی اوراس کا افتتاح کروانے **دربار خلافت** میں حاضرہوگیا۔کمال شفقت سے حضورنے اس پر تحریرفرمایا

’’ہمیشہ دین کودنیاپرمقدم رکھنے کی کوشش کرتے رہیں۔اللہ تعالیٰ توفیق عطافرمائے۔‘‘

بی اے تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے پاس کرنے کے بعدمیں نے تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ بطورUntrained teacherملازمت شروع کردی تنخواہ 90روپے ماہوارملتی تھی۔انہی دنوں میں جب حکومت نے سکول Na-tionliseکرلئے تو مجھے فارغ کر دیاگیاکیونکہ میں جس ٹیچر کی جگہ ملازم ہواتھاوہB.Edکرکے واپس آگئے تھے۔

خاکسار حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں حاضرہوا اوربتایاکہ فارغ کردیاگیاہوں۔

پیارے آقانے فرمایا ’’تم ایم اے کرلومیں تمہیں افریقہ بھجوادوں گا‘‘۔ میں نے عرض کیا حضورایم اے اسلامیات کرلوں۔فرمایا۔

’’ہاں اس کی تو ہمیں بہت ضرورت ہے۔‘‘

چنانچہ میں نے1971ء میں ایم اے اسلامیات کرکے مجلس نصرت جہاں کے تحت وقف کردیا۔اس وقت کے سیکرٹری مجلس نصرت جہاں مکرم مسعود احمد جہلمی نے میراتقرر احمدیہ سیکنڈری سکول ،روکوپر،سیرالیون کے لئے تجویزکیاجوحضورپُرنورنے منظور فرمایا اوریوں مستقبل کاراستہ معین اورواضح ہوگیا۔پہلے 6سال کا وقفِ عارضی تھا پھرخلافت رابعہ میں زندگی وقف کردی۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جوراہ دکھائی تھی وہ میں نے مستقل adoptکرلی اور آج تک اس کی برکات سے فائدہ اُٹھارہاہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا قول ہے۔

“Waqfe Zindgi is the best profession”

سیرالیون کے لئے روانہ ہونے سے پہلے خاکسار حضورانورؒسے الوداعی ملاقات کیلئے حاضرہوا مختصر گفتگو کے بعد حضورؒ نے مجھے گلے لگالیااورراحت وسکون کی ایک لہرسی سارے جسم میں دوڑ گئی۔دل چاہاکہ گردشِ لیل ونہار یہیں رک جائے اورمیں ہمیشہ کے لئے پیارے آقا کے ساتھ پیوست ہوجاؤں۔ حضور نے اپنی جیب سے سفیدرنگ کارومال نکالا اورمجھے تبرک کے طور پر عطافرمایا۔اس کے ایک کونہ پر کڑھائی کے ساتھ ’’N‘‘لکھا ہواتھایعنی حضور کے نام ’’ناصر‘‘ کا پہلا حرف۔

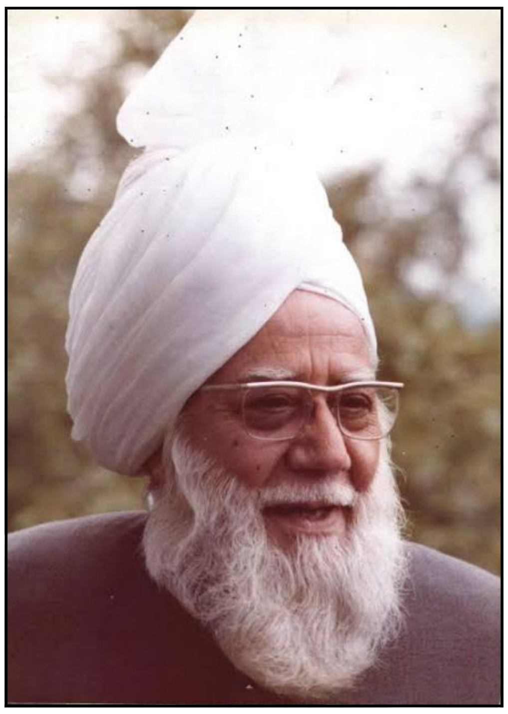

ربوہ سے سیرالیون پہنچ کر جس چیزسے محرومی کا احساس سب سے زیادہ ہوا وہ حضورانورؒ کے خطبات جمعہ تھے۔ جو خلافت ثالثہ کی ابتداءسے لے کر ربوہ سے روانگی تک10سال باقاعدہ سناکرتاتھا۔حضور سے ملاقاتوں کاسلسلہ بھی منقطع ہوگیا۔اب ا س کا حل آدھی ملاقات ہی تھا یعنی بذریعہ خط خدمتِ اقدس میں حاضری دینی۔سیرالیون میں میرامعمول رہاکہ میں ہرجمعہ کے روز نماز جمعہ سے واپس آکرسب سے پہلے حضورِاقدسؒ کی خدمت میں دعاکاعریضہ لکھتا۔

ہرخط کاباقاعدہ جواب آتا اورحضور کے اپنے دستخطوں سے آتا۔ حضورانوراوردیگر دوستوں کے خطوط اس پتا پرآتے کہ میرے پرنسپل مکرم انوراحمدگھمن مرحوم نے میرانام ’’ بھائی ڈاک خانہ‘‘ رکھ دیا۔

ایک بار مجھے ربوہ سے ہماری بیٹی عزیزہ عابدہ صدیقہ نے اطلاع دی کہ میرے والد مولانا محمد منور بیمارہیں۔میں نے حضورؒ کی خدمت میں دعاکے لئے خط لکھا۔جواب میں حضورؒنے تحریرفرمایاکہ آپ کے اباجان اب ٹھیک ہیں۔ میں نے مسجد اقصیٰ میں انہیں جمعہ پرآتے دیکھاہے۔

جب1975ء میں میرے سیرالیون جانے کا وقت آیاتومیں بالکل خالی ہاتھ تھا۔ تیاری کیلئے پیسے نہیں تھے۔میں نے حضورانورکی خدمت میں ایک ہزار روپے بطور قرض عطا فرمانے کی درخواست کردی۔ جسے پیارے آقانے ازراہِ احسان منظورفرمایا جس سے میں تین چار جوڑے پینٹ شرٹ بنواکر ساتھ لے گیا۔بعد میں یہ قرض واپس کردیا۔

3ستمبر1972ء کو ہماری پہلی بیٹی عزیزہ عابدہ صدیقہ کی پیدائش ربوہ میں ہوئی۔ میں نے حضورؒ کی خدمت میں نومولودہ کانام عطافرمانے کی درخواست کی تو حضورؒ نے خود اپنے قلم مبارک سے لکھا۔ ’’عابدہ صدیقہ‘‘ بعد میں دفترپرائیویٹ سیکرٹری سے اس کی تحریری اطلاع بھی مل گئی۔

سیرالیون سے ماہانہ کارگزاری کی رپورٹ بھجوانے کا سلسلہ میں نے ہمیشہ باقاعدہ رکھا۔ میری رپورٹ کے تین حصے ہوتے تھے۔سکول میں خدمت ، مشن سے تعاون اوردعوت الی اللہ ۔ میرے ہفتہ وار خطوط اورماہانہ رپورٹ کے بہت باقاعدہ جواب ملتے۔ یہ جواب مکرم محمداصغرقمر کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کی خوبصورت تحریر میں ہوتے اور ہمارے آقا کے دستخطوں سے مزین ہوتے۔بعد میں2003ء میں یہی اصغرقمر ہمارے سمدھی بن گئے۔ہماری سب سے چھوٹی بیٹی عزیزہ فرح وحید اُن کی بہو ہے۔

زندگی بھر سیدناحضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ نے میری قدم قدم پرہنمائی فرمائی اور خود وقف کی بابرکت راہ میرے لئے معین کی اورہمیشہ حضورکی دعاؤں کا سہارا مجھے اور میری فیملی کو حاصل رہا۔دیس پردیس جہاں سے بھی دعاکا خط لکھا، ہرخط کا جواب ڈھیروں دعاؤں کے ساتھ ملا۔یہی میری زندگی کاقیمتی سرمایہ ہے اورجسم کا ذرہ ذرہ خلافتِ حقہ احمدیہ پرقربان اور اس کے زیرِ احسان ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے میرا وقفِ عارضی قبول فرمایا ، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے میرا زندگی بھر کا وقف قبول فرمایا اورحضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیزنے میری تمام کمزوریوں اور بیماریوں کے باوجود مجھے خدمت میں رکھاہواہے اور مجھے بھی اسی خدمت کرنے والی زندگی میں مزہ آرہاہے۔

آخرمیں قارئین سے پردہ پوشی اورانجام بخیر کی دعا کی عاجزانہ التجاء ہے۔

انصر رضا۔ کینیڈا

کیا صرف مسلمانوں کو السلام علیکم کہنا اور اس کا جواب دینا چاہئے؟

کچھ غیرازجماعت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ صرف مسلمانوں کو ہی سلام کرنا اور اس کا جواب دینا چاہئے۔ یہ عقیدہ قرآن و سنّت کے بالکل خلاف ہے۔

سلام کا جواب

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتاہے۔

وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَسِيْبًا (النساء:87)

ترجمہ:اور اگرتمہیں کوئی خیرسگالی کا تحفہ پیش کیا جائے تو اس سے بہتر پیش کیا کرو یا وہی لوٹا دو۔ یقیناً اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

اس آیت میں یہ نہیں لکھا کہ صرف مسلمان ہمیں سلام کرے تو ہم اس کا جواب سلام سے دیں اور اگر کوئی غیر مسلم سلام کرے تو اسے جواب نہ دیں۔

حضرت ابراہیمؑ کا اپنے مشرک باپ کو سلام

قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِیْ حَفِيًّا (مریم:48)

ترجمہ:اس نے کہا تجھ پر سلام۔ میں ضرور اپنے ربّ سے تیرے لئے مغفرت طلب کروں گا۔ یقیناً وہ مجھ پر بہت مہربان ہے۔

اس آیت میں دو باتوں کا ذکر ہے: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے مشرک باپ کو سلام کہنا اور اس کے لئے استغفار کا وعدہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے مشرک باپ کے لئے استغفار کرنے سے تو منع کیا لیکن کسی جگہ بھی اسے سلام کہنے سے منع نہیں کیا۔

جاہلوں کو جواب میں سلام کرنے کا حکم

وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (الفرقان:64)

ترجمہ: اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو (جواباً) کہتے ہیں ”سلام“۔

لغو باتیں کرنے والوں کو سلام کرتے ہوئے ان سے اعراض کا حکم

وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَ قَالُوْا لَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۫ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۫ لَا نَبْتَغِی الْجٰهِلِيْنَ (القصص:56)

ترجمہ: اور جب وہ کسی لغو بات کو سنتے ہیں تو اس سے اعراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال۔ تم پر سلام ہو۔ ہم جاہلوں کی طرف رغبت نہیں رکھتے۔

کفار کو سلام کرتے ہوئے ان سے درگزر کا حکم

فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَ قُلْ سَلٰمٌ ؕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ (الزخرف:90)

ترجمہ: پس تو ان سے درگزر کر اور کہہ: ”سلام“۔ پس عنقریب وہ جان لیں گے ۔

اس آیت سے ماقبل آیات میں اللہ پر ایمان نہ لانے والوں کا ذکر کرکے ان پر حجت تمام کرنے کے بعد اُن سے درگزر کرنے اور سلام کہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان واضح آیات کے باوجود غیرمسلموں کا سلام کرنے یا اُن کے سلام کا جواب نہ دینے کا عقیدہ رکھنا قرآن کو پیٹھ پیچھے پھینکنے کے مترادف ہے۔

نبی اکرمؐ کا سلام

نبی کریم ﷺ ایک مجلس پر سے گزرے جس میں مسلمان، بت پرست، مشرک اور یہودی سب ہی شریک تھے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اُن سب کوسلام کیا۔

(بخاری کتاب الاستئذان باب التسلیم فی مجلس فیہ اخلاط من المسلمین والمشرکین)

اس حدیث سے واضح ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں، بت پرست مشرکوں اور یہود کی مشترکہ مجلس کے تمام افراد کو سلام کرنے میں پہل کی۔ غیرازجماعت سُنن ابن ماجہ کتاب الادب باب ردُّ السلامِ علی اھلِ ذِمَّۃ اورمسند احمد مسند الشامیین میں عقبہ بن عامر الجہنی سے مروی ایک حدیث جس میں نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ کل میں سوار ہوکر یہود کی طرف جاؤں گا۔ تم اُن کو سلام میں پہل نہ کرنا۔ پس اگر وہ تم کو سلام کریں تو تم جواب میں وعلیکم کہہ دینا، سے استنباط کرتے ہیں کہ غیر مسلموں کو سلام میں پہل نہیں کرنی چاہئے۔ اوّل تو یہ استنباط مندرجہ بالا حدیث کے خلاف ہے۔ دوسرا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عام حکم نہیں بلکہ ایک مخصوص واقعہ کا ذکر ہے جس میں نبی اکرم ﷺ نے صحابہؓ کو منع فرمایا کہ تم گفتگو میں پہل نہ کرنا۔ مزید یہ کہ اس میں صرف یہود کا ذکر ہے کہ تمام غیرمسلموں کا نہیں اور یہود بھی وہ جو مدینہ میں رہتے تھے اور ان کی طرف نبی اکرم ﷺ کسی خاص مقصد کے لئے سوار ہوکر جارہے تھے ورنہ مدینہ کے یہود تو روزانہ مسلمانوں سے ملتے رہتے تھے۔

اہل کتاب کے سلام کا جواب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اہل کتاب تمہیں سلام کریں تو تم اس کے جواب میں وعلیکم کہو۔

(بخاری کتاب الاستئذان باب کیف یرد علی اھل الذمۃ السلام)

بعض لوگ اس حدیث کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ جب اہل کتاب تمہیں سلام کریں تو اس کا جواب ”صرف“ وعلیکم سے دیا کرو۔ حالانکہ اس حدیث میں ایسا کوئی لفظ نہیں ہے جس کا ترجمہ ”صرف“ سے کیا جاسکے۔ بلکہ اس میں حرف ”فا“ کے ساتھ ”فقولوا وعلیکم“ کہا گیا ہے جس کا مطلب ہے ”پس کہا کرو اور تم پر بھی“۔ صحیح بخاری کتاب استِتَابۃِ المرتدین والمعاندین وقتالھم میں اس حدیث سے پہلے ذکر ہے کہ ایک یہودی نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا تو اُس نے آپ ﷺ کو ”السّام علیک“ کہا۔ اس پر آپ ﷺ نے اسے وعلیک کہا۔ صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ ہم اسے قتل نہ کردیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ جب اہل کتاب تمہیں سلام کیا کریں تو تم وعلیکم کہہ دیا کرو۔ مطلب یہ کہ اگر کوئی اہل کتاب شخص مسلمان پر سلامتی بھیج رہا ہوگا تو مسلمان بھی جواباً ”وعلیکم“ کہہ کر یہی کہہ رہا ہے کہ تم پر بھی سلامتی ہو۔ لیکن اگر کوئی شرارت سے اَلسّلام علیکم کی بجائے السّام علیکم کہے جس کا مطلب ہے کہ تم پر موت آئے تب بھی وعلیکم کہہ کر یہی کہا جائے گا کہ تم پر بھی موت آئے۔

ہر شناسا اور اجنبی کو سلام کرنے کا حکم

ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ فرمایا کہ تم کھانا کھلاؤ اور سلامتی کی دعا کرو ، جس کو پہچانو اس کو بھی اور جس کو نہ پہچانو اس کو بھی۔

(بخاری کتاب الایمان باب اطعام الطعام من الاسلام)

اس حدیث کے مطابق مسلمانوں کو ہر شخص پر سلامتی کی دعا بھیجنی چاہئے یعنی سلام کرنا چاہئے ، چاہے اسے وہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔ یہ نہیں کہا گیا کہ پہلے اسے پوچھو کہ تم مسلمان ہو یا نہیں اور اگر وہ مسلمان ہو تو اسے سلام کرو ورنہ نہیں۔

ڈاکٹر نذیر احمد مظہر۔ کینیڈا

دل کے مریضوں کے لئے کم خوری سے علاج

کم خوری علاجوں کی ماں ہے، یہ صرف عام مریضوں کے لئے بلکہ بالخصوص مریضانِ قلب کے لئے بہت آزمودہ نسخہ ہے۔

☆ دن میں تھوڑا کھائیں اور تھوڑے وقفوں سے کھائیں۔ تمام مریضان بالخصوص مریضانِ قلب کم خوری کو اپنا کر دیکھیں کہ ان کے لئے کس قدر سود مند ثابت ہوتی ہے۔

☆حدیث میں آتا ہے کہ انسان کو کمر سیدھی رکھنے کے لئے چند لقمے ہی کافی ہیں۔ لیکن اگر لازماً زیادہ ہی کھانا پڑے تو انسان کے معدے میں 1/3 کھانا 1/3 پانی اور تیسرا حصہ سانس لینے کیلئے خالی ہو۔

☆ ایک اور حدیث میں ہے اَلْمِعْدۃ بَیْتُ الدَّاءِ یعنی معدہ بیماریوں کا گھر ہے۔ معدہ جسم انسانی میں حوض کی مانند ہے، جس میں سے نالیاں باقی جسم کو جاتی ہیں، اگر معدہ میں صحت بخش اشیاء ہوں گی تو تندرست اشیاء جائیں گی اگر غیر صحت بخش اشیاء ہوں گی تو بیماریاں پیدا کریں گی۔

☆چاہئے کہ مریضانِ قلب جب تک بھوک خوب نہ چمکے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھائیں۔

☆ کھانا کھانے کے دوران اعصابی ہیجان کے باعث انسان محسوس کرتا ہے کہ اسے بہت بھوک ہے لیکن اگر وہ کھانے سے ہاتھ روک لے تو کھائی ہوئی مقدار تھوڑی دیر کے بعد معدے میں پھول کر معدے کوبھر دیتی ہے۔ نیز اعصابی ہیجان کے ختم ہونے سے تھوڑی دیر کے بعد بھوک کا احساس ازخود مٹ جاتا ہے۔

☆ مریضانِ قلب خلوئے معدہ کی صورت میں بہت بہتر محسوس کرتے ہیں۔ اس کے برعکس جب معدہ بھرا ہوا ہو تو اُن کو لاحق علاماتِ قلب میں خاصی شدت محسوس ہوتی ہے۔

☆ جس قدر ہوسکے کم خوری پر گزارہ کریں اس سے انشاءاللہ ہر قسم کے قلبی عوارض میں خاصی تخفیف محسوس کریں گے۔

☆پُرخوری سے بچنے کیلئے جس قدر آپ کوبھوک ہے اس سے نصف کھانا دسترخوان پر رکھیں اور باقی کھانا دور ہٹا دیں اور اسی قدر کھانے کی مقدار پر قناعت کرنے کو معمول بنا لیں۔

☆ بفضلِ خدا انجائنا کے مریضوں کو جس قدر وہ کم خوری برداشت کرسکیں وجع القلب سے بچاتا ہے، صرف وجع القلب ہی نہیں جسم انسانی میں جس طرح کا بھی درد ہو کسی میں کم کسی میں بہت زیادہ افاقہ رہتا ہے۔

☆امراض عموماًدوقسم کے ہیں۔ قسم اوّل: امراض مع درد،قسم دوئم: امراض بلا درد ، قسم اوّل میں وہ امراض شامل ہیں جن میں درد ہوتا ہے۔ مثلاً وجع الرأس (دردِ سر)،وجع العین (آنکھ کا درد) وجع الاذن(کان کا درد)، وجع الاسنان (دانتوں کا درد)،وجع الصدر(سینے کا درد)، وجع الفوٗاد (معدے کا درد)، وجع الکبد(جگر کا درد)، وجع الظہر (کمر کا درد)، وجع المفاصل (جوڑوں کا درد)، وجع القلب(دل کا درد)۔

☆ تحقیق کےمطابق عربی زبان جو تمام زبانوں کی ماں ہے،امراض کے عربی ناموں کے سِہ حرفی مادہ میں اکثر اُن امراض کا شفا بخش علاج موجود ہوتا ہے۔جیسے وجعؑ سے جوعؑ ہے،

باقی صفحہ 3 پر

ماسٹر احمد علی۔کینیڈا

افضال و انعامات خداوندی پر اظہار تشکر

ایک محترم عزیز جو بحیثیت واقف زندگی علمی و ادبی امور کی مہارت کا مالک اور اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے صحافت میں پوسٹ گریجویشن کا ڈگری ہولڈر ہے کی تجویز پر ’’افضال و انعامات خداوندی پر اظہار تشکر‘‘ کے عنوان سے تحریر کررہا ہوں۔

خاکسار اپنی زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کر رہا ہے۔پہلا سنِ بلوغت سے شروع ہو کر بحیثیت مدرس دیہاتی مدارس میں پڑھانا اور اپنے گاؤں میں رہنا۔دوسرا یہ قریباً30سال کی عمر میں سلسلہ احمدیہ کے مرکز ربوہ میں آن بسیرا کرنے کے بعد کا دور۔میری پیدائش میری سندات میں7جولائی 1929ء لکھی ہوئی ہے۔اور ہمارے گھریلو کاغذات میں میرے والد صاحب کے ہاتھ سے 18ستمبر1929ء ہے۔

خاکسار ابھی چار سال کا تھا کہ والد صاحب کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ ہمارے گاؤں کے امام الصلوٰۃ اور دینی مسائل اور قرآن مجید پڑھانے والے استاد میاں عبدالمجید صاحب فوت ہوگئے تواس خلا کو پر کرنے کی ذمہ داری میں نے سنبھالی۔صبح کے وقت مسجد میں بچوں کو قرآن مجید پڑھانا شروع کر دیا اور باوجود بھر پور جوانی کے اپنے طرز عمل میں نرمی، نیک دلی اور غرباء کے ساتھ حسن سلوک، بڑوں کا احترام ، غضِ بصر اختیار کر لیا تو سارے گاؤں میں عزت افزائی اور محبت اور پیار کا سلوک شروع تھا۔گورنمنٹ کی طرف سے جب ہمارے گاؤں ادرحماں میں پنچایت قائم کی گئی اور پنچایت کے سرپنچ ہمارے ایک چچا، تایا میاں اللہ دین کو باقاعدہ مقرر کر کے کچھ ضروری ہدایات اور بعض اہم پیپر اور کارروائی کے لئے ایک رجسٹر ضلعی گورنمنٹ کی طرف سے سپر د کئے گئے اور تین اور ہمارے ہی گاؤں کے سرکردہ افراد پنچایت کے ممبر مقرر کئے گئے۔اس دور میں حکومت گاؤں (بڑے بڑے گاؤں)میں مقامی طور پر جھگڑے اور تنازع لوکل سطح پر طے کرنے کا انتظام کیا تو سرپنچ چچا اللہ دین صاحب نے مجھے اپنا سیکرٹری بنا لیا۔مسجد میں پڑھانے اور دیگر عام معاشرتی رویہ میں بھی میری بڑی قدر کی جاتی تھی۔پنچایت میں بطور سیکرٹری مدعی اور مدعاعلیہ کے بیان تحریر میں لانے میں میں دلچسپی لیتا تھا۔تنازعات میں درست اور معقول رائے دینا بہت پسند کیا جانے لگا۔ میری قدر ومنزلت نہ صرف اپنے گاؤں بلکہ قرب و جوار کے دیہات میں بھی بڑھ گئی گویا معاشرہ کا ایک معروف فرد بن چکا تھا اور جب یہ سب کچھ تج کر کے ربوہ شفٹ ہونے کا فیصلہ کر لیا تو ہمارے بزرگوں نے بہت پیار اور محبت سے ربوہ منتقل ہونے میں دامے،درمے،سخنے،قدمے میری مدد فرمائی۔

حصول تعلیم کی ابتداء

ہمارے گاؤں ادرحماں تحصیل بھلوال میں پرائمری سکول تھا۔اس میں چوتھی جماعت تک تعلیم حاصل کر چکا تو پانچویں جماعت میں اپنے گاؤں سے تین میل دور ورنیکلر مڈل سکول بھابھڑا میں داخل ہوگیا تھا۔اس دور میں پرائمری چوتھی جماعت تک ہوتی تھی۔پانچویں مڈل کی پہلی جماعت ہوا کرتی تھی۔پانچویں میں میرے استاد پنڈت امر ناتھ تھے۔بہت قابل اور محنتی ٹیچر تھے۔چھٹی کلاس بھی اُنہی سے پڑھی تھی۔ساتویں میں ہمیں اردو و فارسی اور ریاضی شیخ فضل احمد شائق صاحب پڑھاتے تھے۔وہ بھی بہت قابل اور محنتی ٹیچر تھے اردو اور فارسی سے تو ان کو گہرا لگاؤ تھا۔خود بھی شعر کہتے تھے اور ہمیں بھی بیت بازی کے مقابلے کروا کے اردو، فارسی زبان سے ذوق شوق کرا دیا۔ان کی کلاس کے طلباء نے اپنے ناموں کے ساتھ تخلص رکھ لئے تھے۔استاد صاحب نے میرا تخلص طالب رکھا تھا۔میں اپنا نام احمد علی طالب لکھا بھی کرتا تھا۔

1945،46ء میں مڈل سکول تخت ہزارہ میں جا داخل ہوا وہاں مجھے آٹھویں جماعت میں پڑھانے والے ایک نابغہ روزگار استاد اخوند زادہ مرزا خادم حسین مرجانؔ نصیب ہوئے۔ انگریزی اور ہندی زبانوں میں بھی خاصی دسترس کے مالک تھے۔تاریخ اور جغرافیہ پڑھانے میں بھی مہارت تھی۔اگر یہ لکھوں کہ مکرمی ومحترمی مرزا خادم حسین مرجاناؔ ایک ادارہ تھے تو ہرگز مبالغہ نہیں ہے۔بہت خوش خط تھے۔اس زمانہ میں ورنیکلر مڈل سکول تخت ہزارہ کی آٹھویں جماعت میں صرف آٹھ طالب علم تھے پانچ ہندو اور ہم تین مسلمان۔

فروری ،مارچ 1946ء میں ہم نے آٹھویں کا امتحان دیا۔ ماہ اپریل میں نتیجہ آیا تو اچھی سیکنڈ ڈویژن میں پاس تھا۔مرزا صاحب نے پیغام بھجوایا کہ اپنی سند لے جاؤ۔تو میں اپنی مڈل پاس سند پنجاب یونیورسٹی لاہور سے لے آیا۔ اس دور میں47۔1946ء میں سند یافتہ مڈل پاس بن گیا۔ سند حاصل کرکے اپنے ماموں جی مراد بخش رانجھا کو نصیر پور خود جا کر بتایا وہ بہت خوش ہوئے۔

بحیثیت استاد

1949ء میں مڈل پاس کی بنیاد پر کچھ افراد کو نارمل سکول شاہ پور صدر میں ٹیچر ٹریننگ کلاس (جے وی)میں داخلہ کا اعلان ہوا تو اللہ پاک نے مجھے داخل ہونے میں مدد فرمائی۔قریباًایک سال بعد ٹرینڈ ٹیچر (جے وی)پاس کر لینے کی سند بھی مل گئی اور بحیثیت پرائمری مدرس ملازمت کا آغاز اپریل 1951ءمیں مجھے ایک گورنمنٹ پرائمری سکول میں ضلع سرگودھا کے محکمہ تعلیم کے آفس سے تعیناتی کا آرڈر مل گیا۔ تو اپنے گاؤں سے تیرہ میل کے فاصلہ پر کوٹ مومن کے قریب چک نمبر 20 میں نائب مدرس بن کر پڑھانا شروع کر دیا۔اس زمانہ میں جے وی ٹیچر کا گریڈ 60روپے تھا معہ الاؤنس 64 روپے میری تنخواہ تھی جو ہمارے لئے بصورت ماہوار نقد آمدنی نعمتِ غیر مترقبہ تھی۔میں نے سکول میں نہایت محنت اور دل لگی سے پڑھانا شروع کیا۔اسی چک میں ہی رہائش بھی رکھی۔ چک کے باشندے خصوصاً نمبردار میرے چال چلن اور پڑھانے سے بہت مطمئن تھے۔

جب محکمہ تعلیم کی طرف سے اے ڈی آئی صاحب سالانہ معائنہ کے لئے آئے تو میرا تعلیم میں دلچسپی لینا اور پڑھانا (نتیجہ) پسند کر کے بہت اچھا تاثر لیا۔ اور سند Satisfactory (اطمینان بخش) رائے کا اظہار لکھ بھی دیا۔

کم و بیش دو سال بعد وہاں سے مجھے تبدیل کر کے مڈل سکول بھابڑا میں لگا دیا۔

دسمبر 1958ء کے آخری ایام میں میری شادی میرے چچا محمد الدین عادل صاحب کی بڑی بیٹی ذکیہ بیگم سے ہوگئی۔اور اللہ خالق و باری تعالیٰ نے ستمبر 1960ء میں ہمیں پہلے بیٹے سے نوازا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے نصیر احمد نام عطا فرمایا۔1961ء میں مرکز سلسلہ احمدیہ ربوہ سے تشریف لانے والے ایک مربی صاحب نے نماز مغرب کے بعد اعلان کیا کہ مجھے خلیفۃ المسیح نے یہاں آپ کے گاؤں ادرحماں میں بھیجا ہے کہ ادرحماں جاؤ وہاں کثرت سے زمیندار گھرانے احمدیوں کے بستے ہیں ان سے کہو کہ گردونواح اضلاع جھنگ، سرگودھا،لائل پور(فیصل آباد) اور شیخوپورہ وغیرہ کے دیہات میں دیہاتی تمدن و معاشرت کے مطابق اسلام کی تبلیغ کا فریضہ جرأت اور ہمت سے بجا لائیں اور یہ خدمت کرنے کے لئے نام پیش کریں۔تو صرف ایک میں نے کھڑے ہو کر اپنے بیٹے نصیر احمد کا نام مربی صاحب موصوف کو لکھوایا۔اور گھر آکر بیٹے کی ماں اپنی اہلیہ ذکیہ بیگم سے ذکر کیا تو وہ خوشی سے گویا اُچھل ہی پڑی اور کہنے لگی ’’میری دلی مراد آپ نے پوری کر دی ہے جزاکم اللہ‘‘

اللہ تعالیٰ برادران اللہ بخش اور محمد بخش سے راضی رہے۔دونوں کا پیغام میرے نام آیا کہ 31۔اگست 1961ء ربوہ پہنچو۔ہم دونوں میاں بیوی نے غوروفکر اور سوچ بچار کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ بیٹے کی وقفِ زندگی کے معیار پر تعلیم و تربیت سلسلہ احمدیہ کے مرکز ربوہ میں ہی بیٹھ کر ہو سکتی ہے۔میں نے 29۔اگست1961ءمیں مڈل سکول بھابڑا میں حاضری دی اور ہیڈ ماسٹر صاحب کو اپنا استعفیٰ لکھ کر پیش کر دیا۔ انہوں نے مجھے اس فیصلے سے روکنے کی کوشش کی لیکن میرا فیصلہ اٹل تھا۔

میں نے گھر آکر اپنی اہلیہ کو سارا معاملہ سنا کر مشورہ مانگا تو اس نیک بخت نے جواب دیا لعنت بھیجو افسری پر اور بے شک تنخواہ ضبط ہو جائےاور کہا بہت اچھا کیا ہے اللہ کے ہاتھ روزی ہے جیسے حالات پیش آئے ان میں گزربسر کرتے رہیں گے اگر اس موقعہ کو ہاتھ سے گنوا دیا تو جماعت احمدیہ کے بہت سے مدرسین ربوہ میں پڑھانے کے خواہشمند پہنچ جائیں گے۔پھر یاقسمت یانصیب۔ آپ کل 31۔اگست کو اللہ کا نام لے کر ربوہ روانہ ہو جائیں۔چنانچہ میں 31۔اگست 1961ء کو تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر میاں محمد ابراہیم جمونی صاحب کے پاس حاضر ہوا۔برادرم محمد بخش صاحب نے مجھے دفتر میں جا ملایا اور عرض کیا یہ ہے احمد علی ۔

چھٹی کے بعد بورڈنگ ہاؤس میں حاضری دینا بھی ایک کام تھا اور سکول کے احاطہ ہی میں ایک کوارٹر کی چابی دے کر کہا وہاں رہائش رکھو۔اس طرح اس کے قواعد کے مطابق بورڈنگ ہاؤس میں حاضری دینے کا الاؤنس تنخواہ کے علاوہ غالباً20 روپے بھی ملتا تھا۔کھانا بھی وہیں کھاناہوتا تھا۔

ایک مہینہ کے بعد مجھے کہا جاؤ اور اب اپنے گھر والوں کو بھی لے آؤ۔سو میں دو دن کی چھٹی لے کر آیا اور اپنی اہلیہ اور بیٹے نصیر احمد کو بھی لے آیا جس کی عمر ابھی ایک ڈیڑھ سال تھی ۔ چچی جی (ساس)اور ذکیہ بیگم کی دونوں بہنیں نسیم اختر اور رضیہ بیگم کو بھی گاؤں سے لے آیا تھا۔

ہیڈ ماسٹر میاں ابراہیم صاحب کا یہ دستور تھا کہ جب کلاسز کمروں میں اساتذہ پڑھا رہے ہوتے دفتر سے اٹھ کر راؤنڈ کرتے اور کھڑکیوں سے ٹیچروں کو چیک کرتے تھے کہ کیسے پڑھا رہا ہے اور کلاس پر کنٹرول کیسا ہے۔میری نظر اتفاقاً ان پر پڑی تھی۔اگلے دن یا اسی دن اردلی بھیج کر مجھے بلوالیا اور کہا اب آپ حصہ ہائی میں پڑھایا کریں گے۔آج صدر انجمن احمدیہ سے

آپ کو بحیثیت مدرس ملازم رکھنے کا باقاعدہ ریزولیوشن کیا گیا۔اس کی ایک کاپی (ریزولیوشن) کی مجھے بھی دی اور میرا ٹائم ٹیبل بھی دیا۔ ساتویں اور آٹھویں میں اور دینیات پڑھانا اور نویں اور دسویں میں اردو پڑھاتا تھا۔

اپنے گھر کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے میں نے اس وقت کے مرکزی صدر مجالس خدام الاحمدیہ سے درخواست کی۔ چنانچہ میں نے صاحبزادہ صاحب موصوف سے درخواست کی سنگ بنیاد بھی رکھیں اور دعا بھی کرائیں۔پس ستمبر اکتوبر 1963ء میں انہوں نے میرے گھر کی بنیادی اینٹ اپنے دست مبارک سے رکھی اور دعا کرائی۔

میں سکول سے اپنی کلاس کے چند طلباء کو ساتھ لا کر اس دعائیہ تقریب میں شامل ہوا۔ صدر محلہ چوہدری عبداللطیف خان کاٹھگڑھی اپنی عاملہ ماسٹر محمد اعظم ، ملک احسان کے چھوٹے بھائی محمد اکرم مربی سلسلہ اور محمد حنیف صاحب ابن بابا حسین بخش صاحب منیب صاحب سیکرٹری مال کے علاوہ چند احباب بھی دعائیہ تقریب میں تشریف لائے تھے۔

پانی اللہ کے فضل سے میرے گھر کے پلاٹ سے میٹھا پینے کے لائق نکلا اور میں نے ہینڈ پمپ لگا کر اس سے پانی نکال کر استعمال کرنا شروع کر دیا۔

1968ء کے جلسہ سالانہ سے دو تین دن پہلے مکان میں رہائش رکھ لی۔تاکہ جلسہ سالانہ کے مہمان اپنے ساتھ ٹھہرا کر برکت حاصل کروں۔ گو ابھی کمروں کی دیواریں اسی طرح گارے لگا کر چنائی والی تھیں اور فرش بھی کچے تھے اور فرشوں پر پرالی بچھا کر مہمانوں نے بستر لگا لئے اور سب رشتہ دار ہمارے ادرحماں والے اور ذکیہ بیگم کے ننھیال مونگ اور کوٹ افغاناں سے گولیکی وغیرہ سبھی نے خوشی خوشی ہمارے نئے گھر میں جلسہ سالانہ کے ایام گزارے۔

اللہ خالق و مالک نے 17ستمبر1965ء کی تاریخ ہمیں دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہم نے اس بیٹے کا نام انیس الرحمٰن رکھا۔پہلے بیٹے نصیر احمد کے پانچ سال بعد اس کی پیدائش ہوئی تھی۔

اس کے بعد اکتوبر1966ء میں اللہ سائیں نے تیسرا بیٹا عطا فرمایا اس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے درخواست کی تو حضور نے حفیظ الرحمٰن نام عطا فرمایا۔اس طرح اپنے گھر دارالعلوم غربی میں افضال و انعامات کا سلسلہ شروع رہا۔ جو میرے شمار سے باہر ہے اور اوپر نیچے دو اور بیٹے مولا کریم کی عطا ہے۔چوتھے بیٹے کا نام بڑے بیٹے نصیر احمد نام کے ہم وزن نئیق احمد رکھا۔اور پانچویں بیٹے کا نام ہم نے خود عطا الرحمٰن رکھا۔ کون کون سا انعام خداوندی تحریر میں لاؤں کس نے کیا خوب کہا ہے

اگر ہر اک بال ہو جائے سخن ور
تو پھر بھی ہے شکر سے باہر

چونکہ حکمتِ الٰہی سے ہمیں بیٹی عطا نہ ہوئی اور فطرتِ انسانی کے تقاضے سے بیٹی کی خواہش ہمارے دلوں میں ضرور تھی۔جو اللہ تعالیٰ نے بڑے بیٹے کی دلہن سے پوری فرمائی۔ہاں ایک فضل الٰہی کا تذکرہ جو مجھے اولاد کے عطا ہونے سے بھی پہلے تحریر کرنا چاہئے تھا وہ ماں کی خدمت ہے ۔

ماں کی خدمت

میری والدہ محترمہ ابھی ہمارے تیسرے چھوٹے بیٹے کے ساتھ گاؤں میں رہتی تھیں۔ جب ہمارا دوسرا بیٹا پیدا ہوا تو میری ماں کے دل میں رحم پیدا ہوا کہ میری بڑی بہو ذکیہ بیگم معلمہ کی حیثیت میں سکول پڑھانے جاتی ہے۔اُسے چھوٹے بچے کے لئے اب مجھے ضرورت ہے اور ممتا کا جذبہ انہیں ہمارے گھر ربوہ لے آیا گویادعاؤں کا ایک خزانہ ہمارے پاس آبیٹھا۔اس کے بعد تو افضال و انعامات الٰہی کا لامتناہی سلسلہ شروع رہا میں جو بنیادی طور پر صرف ورنیکلر مڈل سکول تک تعلیم حاصل کر سکا تھا اور محکمانہ (ایس وی) تھی۔ انگریزی لکھنا پڑھنا شروع کردیا۔یاد رہے اس دور میں ورنیکلر مڈل سکول بھابڑا اور ورنیکلر مڈل تخت ہزارہ جہاں سے میں نے آٹھویں جماعت تک تعلیم حاصل کی تھی وہاں ابھی انگلش کی تعلیم شروع نہیں ہوئی تھی۔انگلش پڑھنے لکھنے میں مکرمی محترمی ماسٹر بشارت احمد کا ذکر نہ کرنا سخت ناانصافی بلکہ ناقدر شناسی ہوگی۔موصوف نے مجھے نہایت توجہ اور محنت سے انگلش پڑھنا لکھنا سکھا کر پہلے میٹرک اور دوسرے نمبر پر ایف اے تک پڑھایا۔چونکہ اسی دوران میں نے فاضل اردو کا امتحان پاس کر لیا تو میٹرک اور ایف اے میں صرف انگلش سے پاس کرنے کی رعایت سے گویا صرف ایک مضمون انگلش رکھ کر ایم اے (پوسٹ گریجویٹ)کرنے کی رعایت تھی۔چونکہ میری ماں کا اور میرا ساتھ میری چار سال کی عمر میں والد صاحب کی وفات کے بعد سے شروع تھا۔ میں ان کا بیٹا اور بیٹی بھی تھا۔ماں نے نہایت توجہ اور ہمت سے مجھے تعلیم دلا کر باعزت روزی کمانے کے قابل بنایا تھا اور شادی بھی کی تھی ان کی دلی دعائیں خصوصاً ہر لحہ میرے لئے وقف تھیں۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول میں پڑھانے کے دوران حضرت مرزا ناصر احمد پرنسپل تعلیم الاسلام کالج کے صاحبزادہ مرزافریداحمد مڈل کا امتحان بورڈ کے زیر انتظام دینا چاہتا تھا تو ہیڈ ماسٹر نے مجھے مرزا فرید احمد کو تیاری کرانا سونپا تھا۔یہیں سے خلافت کی مسند پر سرفراز ہونے سے قبل میرا آپ سے تعارف ہو چکا تھا اور آپ کی نظر شفقت مجھ دیہاتی کے شامل حال رہی اور ٹی آئی ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر کا قابل اعتماد مدرس بن کر سارے سٹاف میں مقبول رہا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے فرمان کی تعمیل میں حضور کی پوتی صاحبزادہ مرزا انس احمد کی بڑی بیٹی کو مڈل کا امتحان بورڈ کے معیار پر دینے کے لئے تیاری کرانے صاحبزادہ صاحب کے گھر جایا کرتا تھا اورصاحبزادہ مرزا انس کی چھوٹی بیٹی کو پانچویں جماعت سکالر شپ کا امتحان دینے کے لئے بھی تیاری کراتا رہا یوں خاندان خلافت میں ایک بااعتماد مدرس سمجھا جانے لگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ(خلافت سے پہلے) کے صدر مجلس انصاراللہ ہونے کے دور میں طاہر کبڈی کے پہلے ٹورنامنٹ میں موصوف کے پہلو میں کرسی پر بیٹھ کر کبڈی کی رننگ کمنٹری کرتا رہا اور یہ رننگ کمنٹری 1983-84 تک گھوڑا دوڑ ٹورنامنٹ میں بھی جاری رہی تو ماسٹر احمد علی ساری جماعت میں خصوصاً ربوہ کے چھوٹوں ،بڑوں ، مردوزن میں ایک جانا پہچانا فرد بن گیا۔

کون کون سے انعام تحریر میں لاؤں۔اللہ تعالیٰ کا فضل ساری زندگی میرے شاملِ حال رہا۔آج کل میری رہائش کینیڈا میں ہے۔لیکن اپنے پانچوں بیٹوں کے پاس مختلف ملکوں اور جگہوں کی سیر کرتے ہوئے آتا جاتا رہتا ہوں اور مختلف ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ میں شرکت کی سعادت بھی ملتی رہتی ہے۔الحمدللہ

بقیہ ازصفحہ 8۔ تربیتی کلاسز جماعت احمدیہ تنزانیہ

دوسرے دن کا آغاز باجماعت نمازِ تہجد سے ہوا۔ بعد از نمازِ فجر تمام خدام و اطفال نے مسجد میں بیٹھ کر قرآن کریم کی تلاوت کی۔ بعد ازناشتہ تلاوتِ قرآن اور نظم کے سیشن کا آغاز ہوا ۔ اس سیشن میں 3 تقاریر بعنوان(1)تعلیم نظام جماعت کشتیٔ نوح کی روشنی میں (2) مالی قربانی اور تاریخ اسلام (3) حقیقی فلاح جماعت احمدیہ کی گئیں۔ بعد ازاں اطفال الاحمدیہ کے مابین مقابلہ نماز سادہ، مقابلہ اذان ، مقابلہ دعا اور مقابلہ ادعیۃ القرآن منعقد کروایا گیا۔جس میں اول،دوم اورسوم آنے والے اطفال میں انعامات تقسیم کئے گئے۔نیزاطفال الاحمدیہ کی روحانی تربیت کے لئے نماز پڑھنے کا احسن طریق عملی انداز میں سمجھایا گیا۔

اس سیشن کے دوران نمازِ ظہر و عصر جمع کر کے ادا کی گئیں اور نماز مغرب سے پہلے اس اجتماع کا اختتام مکرم احتشام لطیف ریجنل مبلغ موانزہ نے اختتامی کلمات اور دعا سے کیا۔ اس کے بعد تمام خدام و اطفال نے سپیکر میں لَاۤاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ورد کیا۔

اس اجتماع کی رونق کو دیکھتے ہوئے 6 غیر از جماعت نے بھی شرکت کی اور 2 دن مسلسل خدام و اطفال کی معیت میں گزارے۔ مزید سپیکر میں لَاۤاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ورد سے اہلِ علاقہ پر بھی گہرا اثر ہوا اور وہ بھی ایک کثیر تعداد میں اس کو سننے مسجد میں تشریف لائے۔اس طرح اس تربیتی پروگرام کے ذریعہ جہاں احمدی خدام و اطفال کی روحانی ترقی ہوئی وہیں 13 کے قریب اہلِ علاقہ میں تعارفِ احمدیت کی توفیق ملی۔

ریجن ارنگا

مکرم ریاض احمد ڈوگر ریجنل مبلغ ارنگاتحریر کرتے ہیں کہ ’’تنزانیہ میں بچوں کا تعلیمی سال نومبر کے آخر میں ختم ہوتا ہےاوردسمبرکامہینہ سکول بندہوتے ہیں۔ان چھٹیوں کافائدہ اٹھاتے ہوئے امسال بھی ہر سال کی طرح 15 روزہ تربیتی کلاس کا انتظام کیا گیا۔

یہ کلاس 20دسمبر2019ءتا3جنوری2020ء جاری رہی۔کلاس میں 72 طلباء نے شرکت کی۔اس دوران طلباء کے کھانے پینے اور سونے کا انتظام مسجد میں ہی کیا گیا۔ نماز فجر سے پہلے بچوں کو جگایا جاتا۔ نماز فجر کے بعد درس القرآن ہوتا ، بعد ازان ناشتے سے قبل ماحول کی صفائی اور مسجد کی صفائی کے لئے وقار عمل کیا جاتا۔ 9بجے سے 12 بجے تک تدریس ہوتی۔12 بجے سے 2 بجے تک نماز ظہر اور کھانے کا وقفہ ہوتا۔پھر 2بجے سے 4 بجے تک تدریسی عمل جاری رہتا۔

نماز عصر کے بعد طلباء مختلف کھیلوں یا جسمانی ورزشوں میں شامل ہو تے تھے۔ مغرب سے عشاء تک پھر درس و تدریس ہوتی تھی۔ کھانے اور نماز عشاء کے بعد 9بجے تک طلباء سونے کی تیاری کرتے اور اگلے دن پھر اسی طرح دوبارہ پروگرام جاری ہوتا۔

دوران کلاس بچوں کو کلمہ طیبہ،نماز سادہ اور نماز باترجمہ، چہل احادیث، قرآن کریم کی آخری10سورتیں حفظ،اذان، بنیادی دینی معلومات،وغیرہ سکھائی گئیں۔کلاس کے آخر میں بچوں کے درمیان علمی اورورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔اورنمایاں کارکردگی کے حامل طلباء کے ساتھ ساتھ دوسرے تمام بچوں کو بھی انعام دیئے گئے۔

3جنوری 2020 کو اختتامی تقریب ہوئی اور بچوں کے والدین کے ساتھ ساتھ کثیر تعداد میں احباب جماعت بھی بچوں کی حوصلہ افزائی کے لئے شریک ہوئے۔تقریب کے بعد تمام شاملین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ حقیر کاوش قبول فرمائے اور شامل طلباء کو روحانی،اخلاقی، ذہنی، جسمانی، دینی اور دنیاوی ترقیات سے نوازے۔(آمین)

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ڈاکٹر فضل الرحمٰن بشیر۔ تنزانیہ

تربیتی کلاسز جماعت احمدیہ تنزانیہ

تبلیغ و تربیت دونوں باہم لازم و ملزوم امور ہیں ۔حضرت مصلح موعودؓ نوجوانوں کی تربیت کے حوالہ سے فرماتے ہیں :
"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں۔"

اسی ضمن میں جماعت احمدیہ تنزانیہ کو امیر و مبلغ انچارج تنزانیہ مکرم طاہر محمود چوہدری کی نگرانی میں ماہ دسمبر میں ملک بھر میں تربیتی کلاسز کے انعقاد کی توفیق ملی۔ جس میں ریجنل مبلغین کرام نے تنظیموں کے تعاون سے خدام،اطفال، لجنہ اماءاللہ و ناصرات کے لئے مختلف تربیتی پروگرامز کا اہتمام کیاگیا۔

ریجن دارالسلام

ریجنل مبلغ دارالسلام مکرم ندیم احمد سعید نے خدام الاحمدیہ کے تعاون سے سہ روزہ تربیتی کلاس کا اہتمام کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے97خدام اور 55اطفال نے شرکت کی۔ دارالسلام شہر سے تقریباً30کلومیٹر دور جلسہ گاہ میں اس تربیتی کیمپ کا انعقاد ہوا۔ جہاں تمام شرکاءنے مقررہ پروگرام کے مطابق تینوں دن گزارے۔ تربیتی پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے مختلف کمیٹیاں تشکیل دی گئیں ۔ 20 دسمبر کو جمعۃ المبارک کی نماز سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ تمام شرکاء نے اکٹھے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کےخطبہ جمعہ کا سواحیلی زبان میں ترجمہ براہ راست ایم ٹی اے افریقہ کے توسط سے دیکھا۔

تینوں روز ہر سیشن کا آغاز تلاوت و نظم سے کیا گیا ۔ہفتہ اور اتوار کے روز باجماعت نماز تہجد کا اہتمام بھی ہوا۔ دوسرے روز کے پروگرامز میں درج ذیل عناوین پر تقاریر کی گئیں:

(1)دین کو دنیا پہ مقدم رکھنا(2)نماز کے بارے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کے ارشادات (3)خلافت سے محبت بڑھانے کے طریق

(4) خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کو خط لکھنے کی اہمیت(5) چندہ جات کا نظام اور گزشتہ خطبہ جمعہ میں بیان فرمودہ نکات دہرائے گئے۔ اس کے علاوہ مقابلہ حفظ اور مجلس سوال وجواب کا اہتمام بھی ہوا۔

تربیتی کلاس کے تیسرے روز شرکاء کو عہدیداران کے فرائض اور احباب جمات کی ذمہ داریوں کے حوالہ سے آگاہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ شادی بیاہ اور دیگر رسومات کے حوالہ سے ہدایات دی گئیں۔ مزید برآں مقابلہ نماز کا انعقاد بھی ہوا۔

ریجن موروگورو

موروگورو ریجن میں27تا29 دسمبر تین روزہ تربیتی کلاس کا اہتمام کیا گیا۔ ریجن کی تقریبا تمام جماعتوں کے 69خدام و اطفال نے شرکت کی۔دوران کلاس مختلف عناوین پر تقاریر کے ساتھ ساتھ شاملین کی ذہنی استعدادوں کو صیقل کرنے کے لئے متعدد علمی مقابلہ جات کا انعقاد کروایا گیا۔

اس تربیتی کلاس کے آخری روز مکرم و محترم طاہر محمود چوہدری امیر و مبلغ انچارج تنزانیہ نے خدام و اطفال سے بذریعہ ٹیلیفون خطاب کرتے ہوئے سامعین کو پنجوقتہ نماز کے قیام کی تلقین کی۔ مزید برآں آپ نے احباب کو نصیحت کی کہ جماعتی ماٹو "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں" کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں اور ہر دم اپنی علمی استعدادوں کو بڑھانے کی کوشش کریں۔ آخر میں امیر صاحب تنزانیہ نے اس تربیتی پروگرام کے منتظمین کو مبارک باد دیتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی کی۔محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ تنزانیہ نے تربیتی کلاس کا اختتام دعا کے ساتھ کروایا۔

ریجن ڈوڈوما

مکرم خواجہ مظفر احمدریجنل مبلغ ڈوڈوما کو27،28،29دسمبر کو تربیتی کلاس کے اہتمام کی توفیق ملی۔کل 4جماعتوں سے 42 خدام و اطفال نے شرکت کی۔اس کلاس کا باقاعدہ آغاز خطبہ جمعہ حضور انورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ہوا۔دوران تربیتی کلاس درج ذیل عناوین پر تقاریرولیکچرز کا اہتمام کیا گیا:

(1) خلافت کی اہمیت و ضرورت(2)مالی قربانی کی اہمیت و ضرورت(3)دین کو دنیا پر مقدم کرنا(4) خدام و اطفال کے فرائض(5)شادی بیاہ کے مسائل اور نماز وعبادت کی ضرورت و اہمیت۔3مجالس سوال و جواب کا انعقاد کیا گیا۔علاوہ ازیں روزانہ باجماعت نماز تہجد کا اہتمام کیا گیا۔مزید بر آں ایک مثالی وقار عمل کروایا گیا جس میں مسجد اور ملحقہ علاقہ کی صفائی کی گئی۔ 2 انصار کی زیر نگرانی خدام نے کھاناپکانے کا انتظام خود کیا۔تربیتی کلاس کا اختتام بروز اتوار بعد از نماز ظہر و عصر ہوا۔امیر صاحب تنزانیہ نے ٹیلیفونک خطاب کے ذریعہ شاملین کو نصائح سے بھی نوازا۔

ریجن مٹوارا اور لنڈی

مٹوارا اور لنڈی ریجنز میں ریجنل مبلغ مکرم علی ڈنو طاہر نے ناپچنگویا جماعت میں تربیتی کلاس کااہتمام کیا۔15سے 22 دسمبر 2019 تک یہ سات روزہ کلاس جاری رہی۔ 176اطفال و ناصرات نے حصہ لیا۔ریجنل مبلغ اور مقامی معلمین نے اطفال و ناصرات کو مختلف موضاعات پر لیکچرز دیئے۔ جن میں اسلامی بنیادی تعلیمات کا تعارف، انبیاء کرام، خلفاء راشدین اور خلفاء احمدیت کا تعارف کروایا گیا۔اس کے علاوہ بنیادی فقہی مسائل اور سوال و جواب کی مجالس کا بھی اہتمام کیا گیا۔تربیتی کلاس کے دوران اطفال و ناصرات کے مابین الگ الگ مقابلہ جات بھی کروائے گئے۔نمازسادہ،نماز باترجمہ(سواحیلی) اوردینی معلومات کے200سوال و جواب، حضوراکرم ﷺ کی 80 دعائیں، حفظ قرآن (پارہ نمبر 30) کے مقابلے کروائے گئے۔

امیر صاحب تنزانیہ 22 دسمبر 2019 کو تقریباً500 کلومیٹر کاسفرکر کے ناپچنگویا جماعت تشریف لائے اورتربیتی کلاس کے اختتامی سیشن کی صدارت کی۔آپ نے تربیتی کلاس کے مقابلوں میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام، اطفال اور ناصرات میں انعامات تقسیم کر کے ان کی حوصلہ افزائی کی اور قیمتی نصائح سے نوازا۔

ریجن ٹانگا

محترم افضل بھٹی ریجنل مبلغ ٹانگا نے خدام الاحمدیہ کے تعاون سے2روزہ تربیتی پروگرام کا اہتمام کیا۔ محترم رمضان ناؤجا صدر مجلس خدام الاحمدیہ تنزانیہ نے28دسمبر کو تربیتی پروگرام کا آغاز کیا۔دوران پروگرام خدام و اطفال کی علمی و عملی تعلیم کے لئےمتعدد تقاریر ومقابلہ جات کا انعقاد ہوا۔ تربیتی کلاس کا اختتام ریجنل مبلغ صاحب کی نصائح اور دعا سے مورخہ 29دسمبر کو ہوا۔

ریجن موانزہ

موانزہ ریجن میں ریجنل مبلغ مکرم اہتشام لطیف کو خدام کی تربیتی کلاس واجتماع منعقدکروانے کی توفیق ملی۔20دسمبر2019 بروز جمعۃ المبارک اس اجتماع کا آغاز ہوا ۔14 خدام اور 9 اطفال نے شرکت کی۔جمعرات کا نفلی روزہ بھی اس اجتماع کا حصہ رہا جس میں 11 خدام نے شرکت کی۔اس اجتماع کا آغاز بعد از جمعۃ المبارک تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعد ازاں نظم پڑھی گئی اور قائد مجلس خدام الاحمدیہ مکرم یٰسین احمدنے عہد خدام الاحمدیہ اور عہد اطفال الاحمدیہ دہروایا۔ بعد ازاں محترم ریجنل مبلغ موانزہ نے چند ابتدائی کلمات اور دعا کروائی۔ تمام خدام نے خطبہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد میں سنا۔ بعد از خطبہ نمازِ مغرب و عشاء جمع کر کے ادا کی گئی اور تمام احباب نے کھانا کھایا ۔ بعد ازاں مکرم یٰسین احمدنے انسانی اخلاق کے حوالہ سے تقریر کی اور اس کے بعد مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس کے بعد پہلے دن کا اختتام ہوا۔

باقی صفحہ 7 پر

طلوع و غروب آفتاب

5فروری 2020ء

		طلوع	غروب
مکہ مکرمہ		05:41	18:12
مدینہ منورہ		05:44	18:09
لندن		05:41	16:59
قادیان		05:56	18:05
ربوہ		05:36	17:45